9598
62

Date

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام!

زید کی بیوی حاملہ تھی۔ دورانِ حمل زید کے سسرال والے زید کو مجبور کرکے اپنی بیٹی کو لے گئے۔ زید نے اپنی بیوی کو کہا کہ چونکہ نو مہینے تک علاج معالجہ میں نے کیا ہے اس لئے (طبیعت بگڑ جائے تو مجھے یا میری امی کو فون کرنا تاکہ ہم ڈاکٹر کے پاس لیجا سکیں کیونکہ ہم نے زچگی کے کیس کی بات ڈاکٹر کے پاس پرچی ہوئی ہے وہاں علاج کروائیں گے اگر تمہارے والدین لیجائیں تو ہم نہیں جاسکیں گے) البتہ وہ ہمارے ساتھ آجاتے ہیں تو ہمیں خوشی ہوگی۔ دوسرے دن ان لوگوں نے اپنی مرضی کے ہسپتال میں (وہ بھی سرکاری) ولادت کے معاملات کیے۔ ولادت عصر کے بعد ۶ بجے ہوئی اور رات ۱۱ بجے گھر واپسی ہوئی۔ اگلے دن زید سسرال گیا تو ساس نے کہا کہ آپریشن ہوا ہے ۳۵ ٹانکے آئے ہیں اور 45,000 روپے خرچہ آیا ہے وہ ادا کرو۔ (حالانکہ کیس نارمل ہوا تھا) زید نے جھگڑا اور سب نے سمجھایا سسرال والوں نے کہا کہ جب تک پیسے ادا نہیں کروگے ہم بیٹی نہیں دینگے۔ زید روز سسرال جاتا اور ناکام لوٹ آتا۔ زید نوٹ کر رہا تھا کہ سسرال والے مولود بچی کی صحیح دیکھ بھال نہیں کر رہے ہیں تاکہ بچی بیمار رہے اور بل زیادہ بنا کر دے سکیں۔ چنانچہ بچی بیمار ہوئی۔ یہاں تک کہ ایمرجنسی وارڈ (جناح ہسپتال) میں داخل کرنا پڑا۔ جس کی زید کو اطلاع تک نہیں دی گئی بلکہ جب زید نے ہسپتال داخل ہونے کے کچھ دن بعد مولود کی دیکھ بھال کا کہا تو ان لوگوں نے زید کو بہت برا بھلا کہا۔ یہاں تک کہ زید کی بیوی اور ساس نے طلاق کا مطالبہ کیا۔ اب حال یہ ہے کہ زید کی بیوی چھ سات مہینے سے میکے بیٹھی ہوئی ہے۔ سسرال والے زید کو بدنام کر رہے ہیں کہ بیوی بچے کی خبرگیری نہیں کر رہا ہے اور ہمیں گالیاں دے رہا ہے۔ اور زید کو قصور وار ٹھہرایا اور کہا کہ بچے کے علاج معالجہ میں 80,000 روپے خرچہ آیا وہ ادا کرو اور بیٹی کو الگ گھر دیدو (مہر کا کچھ حصہ باقی ہے) بقیہ مہر ادا کرو تو ہم بھیج دینگے ورنہ نہیں دینگے۔ زید ایک غریب آدمی ہے اور اس کی تنخواہ تقریباً چھ ہزار روپے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ اسی ہزار روپے ادا کرنا زید پر لازم ہے؟ اور بیوی اس نفقے کے زمانے میں (جبکہ سسرال والے شرعی پردہ کا اہتمام نہیں کرتے) اپنے گھر بیٹھی ہوئی ہے۔ شوہر کے پاس آنے کو تیار نہیں۔ کیا شوہر اس کے اوپر دوسری شادی کر سکتا ہے؟ جواب عنایت فرما کر مہربانی فرمائیں۔

(۱): کیا زید پر بیوی کی ولادت کا خرچہ لازم ہے جبکہ زید نے کہا بھی تھا۔

(۲): اس عرصے کے دوران بیوی کے میکے والوں نے زید کی بچی کے علاج پر جو اخراجات کئے کیا زید پر وہ ادا کرنا لازم ہیں جبکہ زید نے بار بار ان سے مطالبہ کیا کہ میری بیوی اور بچی میرے حوالے کرو۔

Quality Paper Products

Date: ____________

(۳): اس عرصے کے دوران جوان لڑکی والے زید کی بیوی اور بچی پر نان و نفقہ کے اخراجات کیے ہیں کیا وہ زید پر ادا کرنا لازم ہیں جبکہ زید بار بار اپنی بیوی کو ساتھ چلنے کا کہہ چکا ہے۔

(۴): زید کے پاس اتنے وسائل نہیں کہ وہ بیوی کو الگ گھر دے سکے نیز اپنا الگ نہ کرانے کا کیونکہ اس کی آمدنی اتنی نہیں کہ وہ الگ گھر کا بوجھ برداشت کر سکے تو کیا زید پر اپنی بیوی کو الگ گھر میں رکھنا لازم ہے یا نہیں؟

(۵): زید جوان ہے لیکن بیوی اتنا عرصہ سے میکے میں بیٹھی ہے تو کیا زید ان حالات میں دوسری شادی کر سکتا ہے؟

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)........صورتِ مسئولہ میں اگر واقعۃً زید کے ساس سسر زید کو مجبور کر کے اس کی رضامندی کے بغیر اس کی بیوی کو ولادت سے پہلے اپنے ساتھ لے گئے تھے اور زید کے منع کرنے کے باوجود اس کی بیوی کو ولادت کے لئے اپنی مرضی کے ہسپتال لے گئے اور ولادت بھی آپریشن کے بغیر نارمل طریقے سے ہوئی ہے تو ایسی صورت میں مذکورہ سرکاری ہسپتال میں نارمل ڈیلیوری کے عموماً جتنے اخراجات ہوتے ہیں صرف اتنے اخراجات کی ادائیگی زید کے ذمہ ہوگی، اس سے زائد اخراجات کا مطالبہ اس سے نہیں ہوسکتا۔

دارالافتاء

فی الدرالمختار (۵۷۹/۳)

اجرة القابلة على من استاجرها من زوجة وزوج ولو جاءت بلا استئجار قيل عليه و قيل عليها۔

و فی ردالمحتار تحته (۵۸۰/۳)

(قوله قيل عليه) عبارة البحر عن الخلاصة : فلقائل ان يقول عليه لانه مؤنة الجماع ولقائل ان يقول عليها كاجرة الطبيب اه و كذا ذكر غيره ومقتضاه انه قياس ذو وجهين لم يجزم احد من المشايخ باحدهما خلاف مايفهمه كلام الشارح، ويظهر لی ترجيح الاول لان نفع القابلة معظمه يعود الى الولد فيكون على ابيه تامل۔

(۲)........بچی کی بیماری پر جو حقیقی اخراجات ہوئے ہیں اگر بچی کا والد زید ان اخراجات کو تسلیم کرتا ہو یا عادل گواہوں سے یہ اخراجات ثابت ہو جائیں تو ان کی ادائیگی زید کے ذمہ ہے، لیکن اگر گواہ نہ ہوں تو بھی اخلاقی طور پر بچی کے والد کو چاہئے کہ بچی کے علاج معالجہ کے حقیقی اخراجات کی ادائیگی کردے۔

(۳)........اگر زید کی کوششوں اور اصرار کے باوجود بیوی اس کے پاس نہ آئے تو شرعی اعتبار سے وہ "ناشزہ" ہے، لہٰذا جب تک وہ واپس نہ آئے اُس کا نفقہ زید پر واجب نہیں۔ البتہ اگر بچی کی ملکیت میں مال نہ ہو تو اس کا نفقہ حسبِ استطاعت زید کے ذمہ ہے۔

فی المبسوط للسرخسی (۱۸۶/۵)

قال: وإذا تغيبت المرأة عن زوجها أو أبت أن تتحول معه إلى منزله أو إلى حيث يريد من البلدان وقد أوفاها مهرها فلا نفقة لها؛ لأنها ناشزة ولا نفقة للناشزة فإن الله تعالى أمر في حق الناشزة بمنع حظها في الصحبة بقوله تعالى واهجروهن في

(جاری ہے)

واضح رہے کہ اگر میاں بیوی کا تعلق غریب خاندان سے ہو تو اس صورت میں بھی رہائش کی تفصیل متوسط خاندان والی ہی ہوگی، البتہ اس میں صرف کمرہ الگ ہونا ضروری ہے۔ باورچی خانہ اور بیت الخلاء اگر مشترک بھی ہو تو مضائقہ نہیں۔(ماخذہ التبویب: ۳۹/۷۱۵)

فی الدرالمختار (۵۹۹/۳)

(وكذا تجب لها السكنى في بيت خال عن أهله) سوى طفله الذي لا يفهم الجماع وأمته وأم ولده (وأهلها) ولو ولدها من غيره (بقدر حالهما) كطعام وكسوة وبيت منفرد من دار له غلق ـ زاد في الاختيار والعيني: ومرافق ، ومراده لزوم كنيف ومطبخ وينبغي الافتاء به .بحر ـ

وفي الشامية تحته :

(قوله بقدر حالهما) أي في اليسار والإعسار فليس مسكن الأغنياء كمسكن الفقراء كما في البحر ؛ لكن إذا كان أحدهما غنيا والآخر فقيرا ؛ فقد مر أنه يجب لها في الطعام والكسوة الوسط ويخاطب بقدر وسعه والباقي دين عليه إلى الميسرة ـ

وفيها ايضاً

وذكر الخصاف أن لها أن تقول : لا أسكن مع والديك وأقربائك في الدار فأفرد لي دارا ـ قال صاحب الملتقط : هذه الرواية محمولة على الموسرة الشريفة وما ذكرنا قبله أن إفراد بيت في الدار كاف إنما هو في المرأة الوسط اعتبارا في السكنى بالمعروف ـ

قلت : والحاصل أن المشهور وهو المتبادر من إطلاق المتون أنه يكفيها بيت له غلق من دار سواء كان في الدار ضرتها أو أحماؤها ـ وعلى ما فهمه في البحر من عبارة الخانية وارتضاه المصنف في شرحه لا يكفي ذلك إذا كان في الدار أحد من أحمائها يؤذيها وكذا الضرة بالأولى ـ

وفيها ايضاً

قوله وفي البحر عن الخانية إلخ عبارة الخانية : فإن كانت دار فيها بيوت وأعطى لها بيتا يغلق ويفتح لم يكن لها أن تطلب بيتا آخر إذا لم يكن ثمة أحد من أحماء الزوج يؤذيها ـ

المضاجع فذلك دليل على أنه تمنع كفايتها في النفقة بطريق الأولى ، ولأن الحظ في الصحبة لهما وفي النفقة لها خاصة ولأنها إنما تستوجب النفقة بتسليمها نفسها إلى الزوج وتفريغها نفسها لمصالحه فإذا امتنعت من ذلك صارت ظالمة وقد فوتت ما كان يوجب النفقة لها باعتباره فلا نفقة لها وقيل لشريح رحمه الله تعالى : هل للناشزة نفقة ؟ فقال : نعم ، فقيل كم ؟ ، قال : جراب من تراب معناه : لا نفقة لها ۔ (باب النفقة)

وفي الهندية (٥٤٥/٣)

وإن نشزت فلا نفقة لها حتى تعود إلى منزله والناشزة هي الخارجة عن منزل زوجها المانعة نفسها منه بخلاف ما لو امتنعت عن التمكين في بيت الزوج لأن الاحتباس قائم حتى ، ولو كان المنزل ملكها فمنعته من الدخول عليها لا نفقة لها إلا أن تكون سألته أن يحولها إلى منزله أو يكتري لها منزلا وإذا تركت النشوز فلها النفقة ۔

وفي البحر الرائق (٣٠٣/٤)

(قوله لا ناشزة) بالجر عطف على الزوجة أي لا تجب النفقة للناشزة وهي في اللغة العاصية على الزوج المبغضة له يقال نشزت المرأة على زوجها فهي ناشزة ۔

وفي منحة الخالق على البحر (٣٠٤/٤)

ولا شبهة في أن الناشزة لا تجب نفقتها مطلقا ۔

وفي الدر المختار (٥٧٥/٣)

(لا) نفقة لأحد عشر : مرتدة ومقبلة ابنه ومعتدة موت ومنكوحة فاسدا وعدته وأمة لم تبوأ وصغيرة لا توطأ و (خارجة من بيته بغير حق) وهي الناشزة حتى تعود ۔

(۴)..........اگر زید اور اس کی بیوی متوسط خاندان سے تعلق رکھتے ہوں تو بیوی کے لئے الگ گھر کا بندوبست کرنا زید پر لازم نہیں، بلکہ اگر زید مشترکہ گھر میں ایک ایسا الگ کمرہ بیوی کے لئے خاص کردے جس کے ساتھ الگ باورچی خانہ اور بیت الخلاء ہو، اور اُس میں زید کے والدین اور دیگر گھر والوں کا کوئی عمل دخل بھی نہ ہو تو اس سے بھی بیوی کا حق سکونت ادا ہو جاتا ہے، لیکن اگر اس صورت میں بیوی کا سازوسامان زید کے رشتہ داروں کے تصرف سے محفوظ نہ ہو یا وہ بیوی کو ناحق ایذاء پہنچاتے ہوں تو ایسی صورت میں بیوی زید سے الگ گھر کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

(جاری ہے)

وفيها ايضاً

(قوله ومفاده لزوم كنيف ومطبخ) اى بيت الخلاء وموضع الطبخ بأن يكونا داخل البيت أو في الدار لا يشاركها فيهما أحد من أهل الدار ۔

قلت : وينبغي أن يكون هذا في غير الفقراء الذين يسكنون في الربوع والأحواش بحيث يكون لكل واحد بيت يخصه وبعض المرافق مشتركة كالخلاء والتنور وبئر الماء ۔

(۵)......... اگر زید کی کوششوں کے باوجود اس کی موجودہ بیوی اس کے ساتھ آباد نہ ہو اور زید دوسری شادی کے بعد دونوں بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کر سکتا ہو اور دونوں کی رہائش اور نان ونفقہ کا انتظام کر سکتا ہو اور دونوں کی باری میں برابری کر سکتا ہو تو اس کے لئے دوسری شادی کرنا شرعاً جائز ہے، تاہم دوسری شادی کے لئے قانونی طور پر کچھ پابندیاں ہیں لہٰذا اس معاملہ میں دشواری سے بچنے کے لئے کسی وکیل سے بھی مشورہ کر لینا بہتر ہے۔ واللہ سبحانہٗ اعلم

(بندہ محمود الحسن عفی عنہ)

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۵/ جمادی الاولی ۱۴۳۲ھ

19 / اپریل 2011ء

الجواب صحیح

محمد عبدالمنان عفی عنہ

۱۵/۵/۱۴۳۲ھ

دار الافتاء

۲۷/۱۳۵۲